TQ Lesson 188 Surah Furqan Ayat 35-57 tafseer 3

وَجَاهِدْهُم بِهِ جِهَادًا كَبِيرًااس کے کیا معنی ہیں کہ **وَجَاهِدْهُم** اس کا روٹ کیا ہے؟ **(ج ھ د)** اور اس کے معنی ہیں کوشش کرنا اور کیسے کوشش کرنا؟ یعنی انتہائی کوشش کے لئے یہ لفظ استعمال کیا جاتا ہے اسی طرح جہاد کا لغوی معنی ہے کسی مقصد کے حصول کے لئے بھرپور کوشش کرنا، انتہائی کوشش کرنا اور اگر آپ اس پر مزید غور کریں کہ جہاد کیسے کیا جاتا ہے تو آپ کو یہ بات اچھی طرح یاد ہوگی کہ **وَجَاهِدْهُم** یہاں پر حکمیہ صیغہ ہے یہ کہ جہاد کریں ان سے رسول اللہ ﷺ کو کہا جا رہا ہے اور آپ کی نسبت سے تمام مسلمانوں کو کہا جا رہا ہے کہ آپ جہاد کیجیے **هُم** ان سے یعنی کافروں سے ،مشرکوں سے، منافقوں سے، جو کفر دنیا میں پھیلا ہوا ان سےقرآن کے ذریعے سےجہاد کرنا ہے بغیر قرآن کے نہیں **جِهَادًا كَبِيرًا** جہاد کے لفظ میں بھی بھرپور کوشش شامل ہے اور ساتھ میں **جِهَادًا كَبِيرًا** جو آ گیا تو مزید تاکید اس کے اندر پائی جاتی ہے **جِهَادًا** انتہائی کوشش ،بھرپور کوشش پھر **كَبِيرًا** کبیر کا لفظ جب آپ سنتی ہیں تو آپ کے ذہین میں کیا تصور پیدا ہوتا ہے کبیر سے بہت بڑا اگر آپ کسی چیز کے بارے میں کہیں کہ وہ بہت بڑی ہے تو بڑی میں کیا کیا چیزیں آتی ہیں؟ وسعتِ آتی ہے اور پھیلاؤ آ جاتا ہے اور حجم یعنی گویا کہ بڑائی کیفیت میں بھی ہو اور عملاً بھی تو یہاں پر اللہ رب العزت نے اعلان کیا متوجہ کیا کہ قرآن کے ذریعے سے آپ نے جہاد کبیر کرنا ہے تو **جهادًا كَبِيرًا** کہنا اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ جہاد بڑی محنت کا کام ہے یہ بہت بڑا کام ہے اس کو پوری وسعت کے ساتھ کرنا ہے جہاد کبیرا کے اندر پھر تین معنی پیدا ہو جاتے ہیں ایک تو یہ ہے کہ انتہائی کوشش ایسی سعی اور جان فشانی کہ جس میں انسان کوئی کسر اٹھا نہ رکھے کہ یہ میری انتہائی کوشش ہے جو میں کر سکتی تھی وہ میں نے بہترین کیا۔ تو نمبر 1. انتہائی کوشش جہاد کبیرا کو کہتے ہیں نمبر 2. وہ کوشش جو بڑے پیمانے پر ہو اتنے بڑے پیمانے پر کہ تمام ذرائع اس میں لا کر ڈال دیئے جائیں اب تمام ذرائع اس میں لا کر ڈال دیئے جائیں اس سے مراد کیا ہے کہ جو کچھ بھی آپ کر سکتے ہیں مثلاً کسی کو فون کر رہے ہیں کسی سے بات کر رہے ہیں کسی اور ذریعہ سے پیغام بھیج رہے ہیں۔ گھر میں دعوت آپ نے اس مقصد کے لئے رکھ لی ہے کچھ بھی آپ کر رہے ہیں گویا کہ تمام ذرائع آپ کے پاس ہو سکتے ہیں مثلاً آپ کو پاکستان جانا ہے تو آپ سوچتے ہیں کہ مجھے جانا ہی ہے جیسے ایک عورت بتا رہی تھی کہ اس نے ٹکٹ جمع کیا مختلف طریقے سے شوہر پیسے نہیں دیتا تھا، تو اس نے خود اتنے دن نوکری کی اور پیسے جمع کیے تاکہ وہ پاکستان جا سکے،حالانکہ عام حالات میں آپ نوکری نہیں کر رہے تو آپ نے اپنے کام کرنے کے لئے یہ ذریعہ بھی استعمال کر لیا، تو انتہائی ذرائع۔ نمبر 3. یہ کہ کوشش ایسی جامع ہونی چاہئے کہ کوئی پہلو نہ چھوڑاجائےجس جس محاذ پر کفر کی طاقتیں کام کر رہی ہیں اس اس محاذپر آپ بھی اپنی طاقت لگا دیں جس جس پہلو سے وہ کفر کی سربلندی کے لئے کوششیں کررہےہیں اس اس پہلو سے آپ بھی حق کی ضرورت کو پورا کریں تو یہ بڑا جہاد ہے پھر آپ کی زبان آ جاتی ہے جیسے تقریری صلاحیت پیدا کرنا جیسے آپ میں بہت سے طالبعلم ہیں جو کلاس کے شروع میں بولتے نہیں تھے اب ماشاءاللہ بہت اچھا بولتے ہیں اب کل پرسوں ایک سٹوڈنٹ آپ کی کلاس میں بتا رہی تھی کہ کسی پارٹی میں اس نے کسی کے بہت سے سوالوں کا جواب دیا اور وہ عورت اس کو مطمئن نظر آ رہی تھی حالانکہ پہلے آپ کوئی بات نہیں کر پاتے تھے تو کیا کیا کہ آپ نے اپنی زبان سے جہاد کیا اسی طرح پھر قلم سے تحریر سے بعض لوگوں کے اندر لکھنے کی صلاحیت چھپی ہوئی ہوتی ہے کیونکہ لکھنا عادت نہیں ہے آپ کی تو اب یہ ہے کہ آپ ارگرد معاشرے کے اندر جب قلم کا استعمال دیکھ رہے ہیں آپ دیکھیں یہ اخبارات اور رسائل کتنے نکلتے ہیں کتنی اس میں بےہودہ اور بری چیزیں ہیں تو آپ

اپنی اچھی تحریر بھیج سکتی ہیں۔ آپ بتائیں کہ عورت کو ،لڑکی کو اسلام کیا حقوق دیتا ہے؟ کیسے عورت کو گھر کی ملکہ بنا کے رکھتا ہے؟ ماں کے قدموں کے نیچے جنت ہے بیٹی تو گویا کہ جس نے بیٹیوں کو اچھے سے پالا اس کی تربیت کی تو گویا کہ اس کو جنت کی ضمانت ہےاس کی خوشحبری رسول اللہ ﷺ نےسنائی تو رحمت ہے بیٹی ، گویا کہ جہاد قلم سے بھی کرنا ہے، زبان سے بھی کرنا ہے تحریر سے بھی کرنا ہے اور پھر اس کے اندر جان اور مال کا جہاد بھی آ جاتا ہے آپ کی جوانی ہے آپ کا بڑھاپا ہے جیسے ما شاء اللہ آپ کی کلاس میں جوان بھی موجود ہیں کالج سکول کے لوگ بھی نظر آتے ہیں اور عام گھریلو عورتیں بھی اور پھر بڑے بھی نظر آتے ہیں ما شاء اللہ وہ کسی سے پیچھے نہیں ہیں برف کے موسم میں جب ادارے کے باہر کی جگہ برف سے ڈھک جاتی ہے جیسے کہ پہاڑ کی چوٹیاں ڈھک جائیں تو آپ کے قدموں کے نشان آپ جب چلتے ہیں تو وہ جہاد کی گواہی دیتے ہیں گویا کہ جو سفیدفرش ہے اس پر آپ کے قدموں کے نشان عظمت کی گواہی دیتے ہیں آپ کے کردار کی بلندی کی گواہی دیتے ہیں کہ آپ ڈرنے والے دبنے والے نہیں ہیں آپ گھروں میں بیٹھنے والے نہیں ہیں یعنی اللہ کے دین کے لئے آپ اٹھنے والے ہیں محنت کرنے والے ہیں اور جان کی قربانی کرنے والے ہیں اور یہ جان کی قربانی ہے کہ اتنی سردی ہے کہ گھر سے نکلنے کو دل نہیں چاہ رہا ہمارے بزرگ ہیں جھریاں بھی چہروں پر نظر آ رہی ہیں لیکن ان کے جو عقیدے کی مضبوطی اور ان کے کردار کی قوت اور ان کے حوصلے کی بلندی ان کا اعتماد یہ اعلان کرتا ہے کہ یہ لوگ ماشاءاللہ اللہ کی خاطر بڑی محنت کرنے والے لوگ ہیں تو اصل بات کیا ہے کہ انسان بوڑھا نہیں ہوتا اس کے جذبات اور احساسات بوڑھے ہو جاتے ہیں اور انسان جوان نہیں ہوتا بلکہ اس کے احساسات جذبات اور ایمان اس کو جوان رکھتے ہیں تو یہ آپ کی سوچیں ہیں کہ آپ کس رخ پر سوچتے ہیں تو حق کی سربلندی کے لئے جب بھی کام کی ضرورت پڑے اور جیسے کہ اب ہے کیونکہ ہر طرف کفر کا دور دورہ نظر آتا ہے کفر ہمیں پھیلا ہوا اور بڑا بھرپور جھاگ کی طرح ہر طرف نظر آتا ہے گویا کہ اس کی کوئی حیثیت نہیں ہے جھاگ ہے لیکن جھاگ کا پھیلاو بہت ہوتا ہے تو ایسے میں کیا کرنا ہے کہ جان کا بھی جہاد کرنا ہے محنت کرنی ہے اور پھر مال کا جہاد بھی اس میں شامل ہے پھر اس میں توپ بھی آجاتی ہے اس میں اسلحہ بھی آجاتا ہے یعنی ہر طرح کا جہاد تو ہمارے ہاں عام طور پر جہاد سے مراد وہی جہاد لیا جاتا ہے کہ جو میدان جنگ میں جا کر کیا جاتا ہے آپ یاد رکھیں یہ مکی دور ہے اور سورت الفرقان مکی سورت ہے اور مکی دور میں میدان میں جا کر جہاد کرنا فرض ہی نہیں ہوا تھا وہ تو مدنی دور میں جا کر ہوا تھا پھر وہاں پہ جا کرغزوات وغیرہ بھی ہوئے یعنی مکی دور کے آخر میں ہمیں ہجرت اور جہاد کی آیات ملتی ہیں تو اب یہاں پر اللہ رب العزت کا یہ اعلان کرنا کہ آپ قرآن کو لے کر جہاد کریں تو دراصل اس سے مراد یہ ہے کہ پیغمبراور پیغمبر پر ایمان لانے والے جو مسلمان ہیں ان سب کی زندگی کا مقصد یہ ہے کہ قرآن مجید کے اندر جو توحید کے دلائل ہیں جو اللہ تعالیٰ کے احکامات ہیں جو اوامر اور نواہی اللہ تعالی نے بیان کیے ہیں تو وہ تمام قرآن کے دلائل لے کر زور و شور کے ساتھ اپنا کام کیا جائے اور برابر ،مسلسل اس کام میں وہ لگ جائیں جو اللہ تعالی نے ہم سب پر فرض کیا ہے تو بڑا جہاد کرنا ہے بڑی محنت کرنی ہے ہم میں سے بعض لوگ اللہ کے دین کے کام تو بڑے کرتے ہیں لیکن اپنے پاس سے کرتے ہیں یعنی قرآن کا ہتھیار نہیں لیتے جیسے ایک جہاد ہے جہاد تلوار سے کرنا یہ تو آخری جہاد کا درجہ ہے انتہائی کوشش جو میدان جنگ میں جا کر کفر کے خلاف کی جاتی ہے جہاد بالسیف۔ لیکن ایک جہاد یہ ہے جو ہر وقت ہر میدان میں مجھے اور آپ کو کرنا ہے عملی زندگی میں مجھے اور آپ کو کرنا ہے اور اس کے لئے ہمیں کیا بات پتہ چلتی ہے کہ سب سے پہلے جس جگہ ہمیں جہاد کرنا ہے جس چیز سے کرنا ہے وہ میرا اور آپ کا نفس ہے۔ نفس میرا اور آپ کا نفس پہلا دشمن

ہے اور ایسا دشمن ہے جو شر پسند ہے یہ اچھائی سے فرار حاصل کرتا ہے اور برائی کا حکم دیتا ہے جیسے حضرت یوسف علیہ السلام نے بھی یہ بات کہی تھی سورت یوسف **وَمَا أُبَرِّئُ نَفْسِي ۚ إِنَّ النَّفْسَ لَأَمَّارَةٌ بِالسُّوءِ إِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّي ۚ إِنَّ رَبِّي غَفُورٌ رَّحِيمٌ** (53) کہ میں اپنے نفس کی پاکی بیان نہیں کرتا برأت بیان نہیں کرتا یہ تو برائی کا حکم دیتا ہی رہتا ہے۔ اب ہمارا نفس آرام کرنا چاہتا ہے راحت اس کو بڑی پسند ہے قرآن یاد نہیں کرنا چاہتا ہے بہت سے لوگ ہیں کلاس میں آنا چاہتے ہیں لیکن کہتے ہیں نا بھئی نا وہاں تو ٹیسٹ بھی ہوتے ہیں ہم نہیں جانا چاہتے بھئی قرآن مجید کو یاد کر کے اس کا ٹیسٹ دیں گے تو یہ عبادت ہے ٹیسٹ تو ہو ہی رہا ہے دنیا میں اسی طرح بعض لوگ ہیں بے مقصد کاموں میں مصروف رہتے ہیں تو مجاہدہ کرنا ہے جہاد کرنا ہے اپنے آپ کو بے مقصد کاموں سے نکالنا ہے۔ عملی زندگی میں انسان شہوت اور خواہشات کی رو میں بہتا چلا جاتا ہے اگر آپ اس کو لگام نہ دیں تو خواہشات اتنی طویل ہیں اور اتنی لمبی لمبی ہیں کہ انسان کی موت وہیں واقع ہو جائے تو نفس امارہ کے خلاف جہاد کرنا اور نفس امارہ کو نفس مطمئنہ میں تبدیل کرنا ایک تو ہے نفس لوامہ یہ درمیانے درجے کا نفس ہے لیکن نفس مطمئنہ میرا اور آپ کا معیار ہونا چاہئے کہ مسلسل اپنا محاسبہ کرنا اپنا جائزہ لینا ملامت کرنا اپنے آپ کو سزا دینا اگر نیکی میں اطاعت میں ہمیں کمزوری نظر آئے تو اپنے آپ کو سزا دینا یہاں تک کہ ہم پاک ہو جائیں اور نفس مطمئنہ بن جائیں تو یہی مجاہدۂ نفس ہے جو اپنی ذات سے کرنا ہے مثلاً حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں آتا ہے کہ اگر ان کی نماز با جماعت رہ جاتی تو اس رات بستر چھوڑ دیتے تھے ساری رات عبادت میں گزار دیتے ایک دن نماز مغرب کو اتنی دیر ہو گئی کہ دونوں تارے نظر آنے لگے تو دو غلام آزاد کیے انہوں نے۔ جب انسان ایسا انفاق کرتا ہے جس میں خود بھی ضرورت ہے لیکن اللہ کے راستے میں دیا تو پھر دل کو تکلیف ہوتی ہے یہ ہے اصل جہاد اور حضرت علی رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ ان لوگوں پر رحم کرے جن کو لوگ مریض سمجھتے ہیں حالانکہ وہ بیمار نہیں یہ سب مجاہدۂ نفس کے نتائج تھے اور اس کے علاوہ جو مزید اہم بات ہمارے سامنے آتی ہے اس سے کیا بات پتہ چلتی ہے حضرت مسروق رحمت اللہ علیہ کی بیوی کا بیان ہے کہ لمبے قیام کی وجہ سے حضرت مسروق رحمت اللہ علیہ کی پنڈلیاں سوجھ جاتیں اور میں ان کے پیچھے بیٹھی ان پر رحم کے جذبے سے روتی رہتی یعنی وہ بیوی اپنے شوہر پر رحم کے وجہ سے بیٹھی رو رہی ہے کہ پنڈلیاں سوجی ہوئی ہیں اور یہ کھڑے قیام کر رہے ہیں اور وہ ایسے ہی تھے کہ چالیس سال کی عمر کے بعد بستر لپیٹ کر رکھ دیتے اور اس پر کبھی نہ سوتے یعنی وہ بھی تھے اور ایسے اور لوگ بھی تھے مثلاً ہماری بہن یہ کہہ رہی تھیں کہ میرا شوہر اب بوڑھاہو گیا ہے اب میں اسے کہتی ہوں گھر میں نماز پڑھا کر لیکن وہ برف کے موسم میں لاٹھی ٹیکتا ہوامسجد کی طرف آتا ہے اور واقعی میں خود بھی کبھی کبھی جیسے رات کے وقت جیسے فجر کی اذان کا وقت یا کبھی بہت ہی طوفانی برفباری ہوتی ہے تو کبھی جیسے پردہ ہٹا کے کھڑکی سے تھوڑا سا دیکھوں تو کئی لوگ ماشاءاللہ مسجد کی طرف آ رہے ہوتے ہیں اور ایسے میں گھر سے نکلنا بھی بڑی بات ہے اور کجا یہ کہ مسجد کو آباد کرنا تو یہ کیا ہے یہ سارا کا سارا کام مجاہدہ ہے پھر رسول اللہ ﷺ کی اپنی زندگی سے ہمیں یہ مثال ملتی ہے کہ رات کے وقت اتنا لمبا قیام کرتے تھے کہ آپ کے قدم مبارک سوج گئے جب آپ سے پوچھا گیا تو کہا کہ کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں اصل بات یہ ہے کہ **وَجَاهِدْهُم بِهِ جِهَادًا كَبِيرًا** تو کیسے پھر ہم قرآن مجید کو لے کر جہاد کریں اس کا یہ مطلب نہی کہ ہم قرآن مجید کو بس پکڑ لیں گے اور جہاد کریں گے بلکہ کیا ہے قرآن مجید کو کھولیں اس کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنائیں اس کے مطابق اپنی شخصیت کو ڈھالیں اس سے اپنے دل اور دماغ کا ظرف اور برتن بھریں اس قرآن کو

سمجھیں اور اس کے بعد اس قرآن کو پھیلاتے چلے جائیں جو بھی اس کے اندر احکامات ہیں عمل کرتے چلے جائیں اور لوگوں کو بتاتے چلے جائیں

؎قرآن میں ہو غوطہ زن اے مرد مسلمان

اللہ کرے تجھ کو عطا جرت کردار

آج ہماری زندگی کا سب سے بڑا مقصد جو ہم پر حاوی ہونا چاہئے جس کو ہمیں جاری کرنا چاہئے وہ یہ ہے کہ اس قرآن کے ذریعے سے ہم معاشرے کے اندرروشنی پیدا کریں قرآن کی مثال ایک سورج کی سی ہے جیسے رات کے اوپر جب سورج آتا ہے تو رات کا سایہ، اندھیرا ختم ہوجاتا ہے سورج کی روشنی پھیل جاتی ہے اسی طرح کائنات کے اندر ظلم کفر شرک اور گناہوں کے بہت اندھیرے پھیلے ہیں تو قرآن کے سورج کو آپ اپنے ہاتھ میں پکڑ لیں قرآن کی روشنی اپنے ہاتھ میں لیں اور گلیوں میں اور سڑکوں میں اور گھروں میں اور شادی ہالوں میں اور بازاروں میں اور جہاں جہاں چلتے چلے جائیں اس قرآن کے ذریعے سے آپ روشنی کرتے چلے جائیں اور روشنی مسلسل کرنی ہے مثلاً گھر میں بجلی چلی جاتی ہے تو لوگ ڈرنے لگتے ہیں چیخیں مارنے لگتے ہیں آپ کو کبھی ایسے گھر میں جانے کا اتفاق ہوا ہو جس میں بجلی کٹ گئی ہو جیسے کل پرسوں کسی کا فون آیا کہ ہم آج کل گھر دیکھ رہے ہیں کیونکہ بلڈنگ ہماری بک گئی ہے مالک مکان نے بجلی کاٹ دی ہے اب تصور کریں بجلی کے بغیر ہم کیسے رہیں کیونکہ بہت دنوں سے انہوں نے کہا ہوا تھا کہ لوگ انتظام کر لیں اور ہمیں بھی گھر نہیں ملا تو بغیر بجلی کے بغیر روشنی کے گھر میں رہنا رات کا وقت ہے اب کیا کریں گے دن کے وقت بھی مشکل ہوتا ہے تو جیسے بغیر قرآن کو سمجھے اس دنیا میں زندگی بسر کرنا دنیا میں جتنے اندھیرے ہیں جتنی زیادہ پریشانیاں ہیں اور یہ جو رات ہے کیسی ہے کہ بڑی پھیلی ہوئی ہے **مَدَّ الظِّلَّ** اندھیرا بڑا پھیلا ہوا ہے تو اس کو روشنی میں بدلنے کے لئے مجھے اور آپ کو قرآن کو اپنی زندگی کا اوڑھنابچھونا بنانا چاہئے آپ اپنے گھر میں ناظرہ قرآن پڑھانا شروع کردیں آپ تجوید سے پڑھانا شروع کردیں آپ ترجمہ تفسیر سے پڑھانا شروع کردیں آپ باہر کہیں قریبی کوئی بھی جگہ جو میسر ہے کوئی مسجد ہے وہاں آپ قرآن پڑھانا شروع کردیں یعنی جو سیکھ رہی ہیں آپ سکھاتی چلی جائیں تو یہ ہے اصل میں جہاد کرنا ہے بات کرنے کی باری آتی ہے تو کہتے ہیں کہ ہم کر نہیں سکتے آپ قرآن کیلئے کمپیوٹر سیکھیں آپ گھر میں بیٹھیں آپ کو کوئی نہیں مل رہا آپ دور کسی ایسی جگہ پہ ہیں جیسے امریکہ کینیڈا میں آپ دیکھیں کہ بڑی بڑی ریاستیں ہیں بڑے فاصلے ہیں کئی گھنٹوں کا راستہ ہے لوگ دور دوررہتے ہیں کوئی بھی نہیں ملتا اب آپ کیا کریں اب آپ سوچیں کیونکہ پانی پتھروں میں سے راستہ بناتا ہے کہ کس طرح میں نے قرآن کے ذریعے جہاد کرنا ہے اب اگر کمپیوٹر آپ کو آتا ہے تو آپ کمپیوٹر میں بہت سے ایسے پروگرام ہیں جن کے ذریعے سے لوگوں کو سکھا سکتے ہیں۔ ہمارا جو تذکیر القرآن ہے اس میں ما شاء اللہ اب آپ دیکھیں کہ آپ سبق نمبر 188 پر پہنچ گئے ہیں اور ہم انیسویں پارے پر ہیں تو آپ لوگوں کو یہ کہہ سکتی ہیں کہ سارے لیکچر اوپر(ویب سائٹ پر) ڈلے ہوئے ہیں بس آپ لیکچر نمبر 1 سن لیں میں آپ سے سن لوں گی آپ نمبر 2 سن لیں میں آپ سے سن لوں گی اور وہ کسی بھی کمپیوٹر سے سن لیں یاد کر لیں بس آپ ان سے سن لیں اپنی سہولت کے مطابق کوئی بھی اس پہ جائے گا جس پارے کو چاہے گا اس کو پارہ مل جائے گا تو میرے اور آپ کے لئے تو بہت سہولتیں ہیں کہ میں اور آپ قرآن کو سمجھیں اور پھر اس کو زندگی میں، لوگوں میں عام کر دیں اور یہ بات نہیں بھولنی **وَجَاهِدْهُم**۔ کفر ہے تو ایک لیکن وہ جس بھی حقیقت میں ہے وہ جس بھی شکل میں ہے وہ جس

بھی انداز میں ہے اب آپ میڈیا کو دیکھ لیں ذرائع ابلاغ اس وقت کفر کے ہاتھ میں ہے اور یہ دور کس کا ہے ذرائع ابلاغ کا دور ہے

ان کی پرواز انہیں تابع فلک لے پہنچی؁

ہم یہی سوچ رہے ہیں کہ خیال اچھا ہے

ہم یہی سوچتے ہیں کہ ہاں میڈیا میں بھی ہمارے لوگ ہونے چاہئے اور میڈیا جب یہی کہنا شروع کر دیتا ہے کہ برفباری ہونے والی ہےلوگ گھروں میں آ جاتے ہیں جتنا نمک ہوتا ہے دکانوں پر وہ سب بک جاتا ہے کیونکہ برفباری ہونے والی ہے لوگ چیزیں جمع کر لیتے ہیں اور بعض اوقات بلکہ کئی دفعہ ان کی یہ بات صحیح نہیں ہوتی اسی طرح کسی کےبھی خلاف میڈیا جب چل پڑتا ہے تو میڈیا جس کو چاہے مجرم بنا دے جس کو چاہے بری کر دے یعنی چاہے تو میڈیا ڈاکو کو فرشتہ صفت بنا کر پیش کر دے اور فرشتہ صفت کو جیلوں میں ڈال دے اور پھر اس کے خلاف بولتا چلا جائے تو کیا ہے مسلمانوں کو بھی اس کے خلاف صحافت میں آنا چاہئے تیار ہونا چاہئے اور ان کو پتہ ہونا چاہئے کہ کیسے ہم کام کریں تو یہ دور وہ دور نہیں ہے کہ آپ میدان میں گئے اور جا کے آپ نے مقابلہ کیا اب ہر میدان میڈیا کا میدان ہے قلم کا ہے پھر آپ نے مال کو خرچ کرنا ہے آپ دیکھیں کہ مسلمانوں میں بہت لوگ امیر ہیں پچھلے دنوں ایک واقعہ آیا تھا کہ دنیا کا امیر ترین شخص کون ہے تو ایک مسلمان تھا یعنی جو دنیا کے دو تین امیر ترین لوگ تھے ان میں مسلمان کا نام بھی تھا تو مسلمانوں کے پاس دولت کی کمی نہیں ہے اسی طرح ہماری جو اسلامی حکومتیں ہیں ان کو دیکھیں تو بات یہ ہے کہ دل امیر ہو کہ جو کچھ موجود ہے اس میں سے ہم اللہ کے راستے میں خرچ کریں اور اس میں مجھے اور آپ کو اپنے عمل کا اصول نکالنا چاہئے اور اپنے آپ سے وعدہ کرنا چاہئے کہ قرآن سیکھنے کے دوران بھی اور قرآن سیکھنے کے بعد میں اس قرآن کے ذریعے سے جہاد کبیر کیسے کروں گی آپ اس پہ خود ایک کالم لکھیں کہ آپ جہاد کیسے کریں گی کیونکہ آپ سوچیں گی اور آپ عمل کریں گی مجھے وہ دن یاد ہے یہ تقریباً 1984 کی بات ہے یا 1985 کی اور مولانا گوہر الرحمان صاحب یہ لاہور میں آئے مردان سے اور انہوں نے دورہ تفسیر کروایا مجھے نہیں پتہ تھا دورہ تفسیر کیا ہوتا ہے میرا خیال 83یا 1984 کی بات ہے تو شوق بہت تھا کہ دورہ تفسیر میں جانا ہے اور قرآن کو سمجھنے کا شوق بھی بہت تھا اور اس میں جب میں نے شرکت کی تو ہمارا دورہ تفسیر شروع ہوتا تھا صبح سات بجے سے لے کر مغرب تک اور پس پردہ ہوتا تھا یعنی مرد لوگ بھی شرکت کرتے تھے مدرسے کے اندر لاہور میں ہوتا تھا اور ہم لوگ بھی شرکت کرتے تھے تو مغرب سے افطاری سے پندرہ منٹ پہلے یا بیس منٹ پہلے وہ ہمیں چھٹی دے دیتے تھے اور گھر سے اجازت لی تھی بڑی دعائیں کر کے اور منت سماجت کر کے اور اللہ تعالیٰ والدین کو جزائے خیر دے کہ انہوں نے اجازت دی تو ہم ایک ہوسٹل میں رہتے تھے اور سیکھتے تھے اور بڑے بڑے دو رجسڑ لکھ لکھ کر اس وقت بھرے تھے۔ کبھی وہ امام رازی کا نام لیتے تھے کبھی وہ کسی تفسیر کا نام لیتے تھے ابن جریر ہے اور مختلف معارف القرآن اور سارے میں بڑی حیران ہوتی تھی کہ یہ ایک آیت کی تفسیر میں اتنے نام لیتے ہیں میں ناموں تک سے متعارف نہیں تھی یعنی اتنے ناموں سے متعارف نہیں تھی اور لیکن یہ کہ بس لکھتے رہتے تھے قلم مسلسل لکھتے رہتے تھے پھر وہاں پہ ہمیں تہجد کے لئے بھی اٹھایا جاتا تھا اور افطاری کے بعد کیا ہوتا تھا پھر ایک گھنٹے کا، ڈیڑھ گھنٹے کا جو دن بھر پڑھا ہوتا تھا ان سے ہمارا مذاکرہ ہوتا تھا تو اس طرح ہم نے پندرہ شعبان سے لے کر ستائیس رمضان تک آپ سوچیں صبح سات بجے سے لے کر مغرب تک دورہ تفسیر کیا اور پھر

مغرب کے بعد عشاء تک یعنی تراویح سے پہلے بھی پھر تراویح بھی پڑھی وہاں پہ تو ایسے لگتا تھا جیسے جنت میں کہیں رہ رہے ہیں اور افطاری سحری کا انتظام تو تھا لیکن بڑی سادگی کے ساتھ وہ ہوتا تھااوراس کے بعد مذاکرے میں لوگ حصہ لیتے تھے کس نے صبح کتنا لکھا؟ اس آیت سے کیا سمجھ آئی؟ اور جب آخری دن تھا تو انہوں نے ہمیں ایک فارم دیا اس میں لکھا تھا کہ آپ یہ بھر کردیں اور اس میں یہ تھا کہ آپ اب قرآن کے ساتھ کیا سلوک کریں گی خود اپنے سیکھنے کے لئے دوسروں کو سکھانے کے لئے اور آپ یہ وعدہ کریں کہ اب آپ دورہ تفسیر کروائیں گے تو میں نے کہا مجھے تو آتا بھی نہیں اتنی سمجھ بھی نہیں پھر میں نے کہا کہ نہیں میں وعدہ کر لیتی ہوں کہ میں یہ دورہ تفسیر کروں گی اس لئے کہ جتنا مجھے آتا ہے میں اسی کی مکلف ہوں اور میں نے اس وقت وہ فارم مکمل کر کے دے دیا اور میں نے کہا کہ میں کروں گی دورہ تفسیر مجھے اس کی تفصیل نہیں یاد کہ کیا تھا اس میں اس کے بعد میں جب 1984,1985 میں یونیورسٹی میں میرا ایڈمیشن ہو گیا پھر ایک ایم اے پھر دوسرا ایم اے کیا پھر میں نے بی ایڈ کیا اس دوران چھوٹے موٹے درس لیکچر چیزیں یہ تو کرتی تھی لیکن قرآن کو جس طرح سے پڑھا تھا اس کو لوگوں کو پڑھانا تو یہ چیز اتنا بڑا محرک بنی کہ ان کا پوچھنا اور میرا یہ لکھ دینا کہ مجھے کرنا ہے اور میں نے کہا کہ مجھے کرنا ہے 1990 میں جب شادی ہوئی فوراً ہی میں نے دورہ تفسیر کروایا شہر کے لوگوں کو جمع کر کے ہمارے ہاں وہاں پہ جہاں میں سُسرال میں گئی تو سرگودھا ایک بہت بڑی عورتوں کی ڈاکٹرتھیں اس نے اپنا گھر دے دیا اور جب میں نے شروع کیا تو لوگوں سے رابطہ کیا عام عورت تھی اس نے اپنا گھر دیا اور آپ سوچیں کہ اس طرح اور وہ دن اور آج کا دن الحمدللہ تو اس سے کیا بات پتہ چلتی ہے کہ کبھی اپنے دل کو چھوٹا نہ کیا کریں کہ اگر آپ سے کہا جائے کہ اس پر لکھیں کہ آپ جہاد کبیر کیسے کریں گے اپنی ذات پر اور دوسروں کے لئے تو(میں اپنے ان استاد کو جن کے آمنے سامنے بیٹھ کر میں نے نہیں پڑھا پسِ پردہ ہمیں آواز آتی تھی ایسے وہ بات کرتے تھے للکارتے تھےکہ یعنی ان کے سامنے بیٹھے ہوئے شاگرد کو نیند یا اونگھ آتی تھی تو کہتے تھے قرآن پڑھتا ہے اور تجھے اونگھ آتی ہے جب تو دنیا کی باتیں کرتا ہے تیری آنکھیں کھلی ہوتی ہیں مطلب ایسے بات کرتے تھے کہ سارے لوگ جاگتے تھے پٹھان تھے) میں نے ان سے سیکھا اور انہوں نے بہت سی کتابیں لکھی ہیں تو اصل بات کیا ہے آپ کا یہ کام ہے کہ آپ یہ بات لکھیں کہ آپ قرآن سے جہاد کیسے کریں گی اپنی ذات اور پھر دوسروں کے لئے آپ دوسروں کو قرآن کیسے پہنچائیں گی اور جب آپ کا یہ کورس مکمل ہو جائے گا آپ قرآن کو بند کر کے گھر میں بیٹھ نہیں جائیں گی ۔ گھر کے اندر یا رشتے داروں میں یا ہمسائیوں میں یا کہیں بھی اپنے بچوں کو لے کر پڑوسیوں کے بچوں کو لے کر آپ نے اس قرآن کے ذریعے جہاد کرنا ہے جس طرح سے بھی کر سکتی ہیں **فَلَا تُطِعِ الْكَافِرِينَ** پس آپ کافروں کی بات ہرگز نہ مانو کیونکہ جس کو اونچا اور بڑا سمجھا جاتا ہے اس کی اطاعت کی جاتی ہے تو کفر بڑا نہیں ہے کافر بڑے نہیں ہیں۔ ڈراتے ہیں دھمکاتے ہیں لیکن آپ نے ان کی بات نہیں ماننی رسول اللہ ﷺ کو کہا جا رہا ہے تو آج کے دور میں بھی اگر بظاہرکفر کا دور نظر آتا ہے لیکن اس کی حیثیت جھاگ کی طرح ہے۔ **وَ قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُؕ-اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا**(81۔ سورت بنی اسرائیل) اور فرماؤ کہ حق آیا اور باطل مٹ گیا بےشک باطل کو مٹنا ہی تھا۔ ان کی بات نہیں ماننی ان کی اطاعت نہیں کرنی ان کے پیچھے نہیں چلنا۔ کس کے پیچھے چلنا ہے؟ قرآن کے، اللہ کے اور قرآن کو اپنی زندگی کا اوڑھنا اور بچھونا بنانا ہے اپنی شخصیت کو اس کے مطابق ڈھالنا ہے یہاں تک کہ ہمیں جنت مل جائے اور یاد رکھیں بھولنا نہیں ہے **وَجَاهِدْهُم** اپنی بات نہیں کرنی قرآن کی بات کرنی ہے ہم سب محفلوں میں جاتے ہیں بڑی باتیں کرتے ہیں قرآن کی بات نہیں کرتے قرآن کو لے کر روشنی پھیلانی ہے میری اور آپ کی ذات کی کوئی حیثیت نہیں ہے اور بڑا جہاد جو، جیسے

،جس طرح جتنے ہمارے ذرائع وسائل ہیں ان کو استعمال میں لانا ہے اللہ تعالیٰ یہ مثال دینے کے بعد کہ سورج کی روشنی اصل میں قرآن کی روشنی ہے تو قرآن مجید کے ذریعے کائنات میں روشنی کو پھیلایا جائے اور بڑا جہاد کیا جائے پھر توجہ دلاتے ہیں

آیت نمبر 53. وَهُوَ الَّذِي مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ هَٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ وَهَٰذَا مِلْحٌ أُجَاجٌ وَجَعَلَ بَيْنَهُمَا بَرْزَخًا وَحِجْرًا مَّحْجُورًا

ترجمہ۔ اور وہی ہے جس نے دو سمندروں کو ملا رکھا ہے ایک لذیذ و شیریں، دوسرا تلخ و شور اور دونوں کے درمیان ایک پردہ حائل ہے ایک رکاوٹ ہے جو انہیں گڈ مڈ ہونے سے روکے ہوئے ہے

اور وہی تو ہے کہ جس نے **مَرَجَ** ملا رکھا ہے چھوڑ رکھا ہے **الْبَحْرَيْنِ** دو سمندروں کو **هَٰذَا** یہ **عَذْبٌ** میٹھا ہے **فُرَاتٌ** بہت میٹھا **وَهَٰذَا مِلْحٌ** اور یہ نمکین ہے **أُجَاجٌ** کڑوا کھاری **وَجَعَلَ بَيْنَهُمَا** اور بنایا ان دونوں کے درمیان **بَرْزَخًا** پردہ رکاوٹ۔ **وَحِجْرًا مَّحْجُورًا۔** **وَحِجْرًا** بند، روک **مَّحْجُورًا** بندھی ہوئی اور ایک روک بنا دی ان کے درمیان اب آپ دیکھئے اب یہاں پر اللہ رب العزت کائنات کی ضد کی طرف اشارہ کر رہے ہیں کائنات کے اندر جو تضاد ہے ان سب کی بھاگ دوڑ اللہ کے ہاتھ میں ہے اور کیا کہا **وَهُوَ الَّذِي** اور وہی تو ہے وہ کون ہے؟ رحمان۔ وہ کون ہے؟ الہ۔ وہ کون ہے ؟ اللہ۔ وہ کون ہے؟ رب۔ اور آپ پچھلی آیتوں کو دیکھیں بار بار آرہا ہے **وَهُوَ الَّذِي** لیکن اگر آپ آیت نمبر45 کو دیکھیں اس میں آیا ہے۔ **أَلَمْ تَرَ إِلَىٰ رَبِّكَ كَيْفَ مَدَّ الظِّلَّ وَلَوْ شَاءَ لَجَعَلَهُ سَاكِنًا ثُمَّ جَعَلْنَا الشَّمْسَ عَلَيْهِ دَلِيلًا (45)** **أَلَمْ تَرَ إِلَىٰ رَبِّكَ** رب کا ذکر کیا ہے تو یہ اللہ کی ربوبیت کے دلائل ہیں تو وہی رب تو ہے **الَّذِي** (وہ جو) جیسے آپ کسی کی بات شروع کرنا چاہیں اور کہیں کہ وہ بندہ اس کا ایک دفعہ نام لے کہ آپ کہیں کہ وہ جو یہ اور یہ اور یہ ہے یعنی گویا کہ آپ اس سے بڑی مرعوب ہیں اس کی شخصیت آپ کی پسندیدہ شخصیت ہے آپ اس کا تعارف کرواتی ہیں تو اس کی صفات گنتی چلی جاتی ہیں اب یہاں پر بھی **الَّذِي** اللہ کی ذات جو اس کائنات میں سب سے زیادہ اہم حقیقت ہے جو حق ہے **وَهُوَ الَّذِي** اور وہی تو ہے **مَرَجَ** کے لغوی معنی تو یہ ہیں کہ دو چیزوں کو اس طرح ملانا یا ان کا آپس میں اس طرح ملنا کہ ان دونوں کی انفرادی حیثیت بھی برقرار رہے اور ان کی خاصیت بھی برقرار رہے مثلاً آپ کبھی درختوں کو دیکھیں ایسے کہ ان کی شاخیں ایک دوسرے کے اندر چلی گئی ہیں اور اگر آپ غور سے دیکھیں گی یہ بہت گڈمڈ ہوئی ہیں بہت آپس میں ملی جلی ہوئی ہیں لیکن اس کے ساتھ پتہ چلتا ہے کہ کونسی ٹہنی کہاں جا رہی ہے اوپر نیچے آگے پیچھے ٹیڑھی میڑھی سیدھی جیسی بھی اسی طرح **مَرَجَ** کے معنی ہوتے ہیں کہ جانوروں کو چرنے کے لئے چھوڑ دیناآب آپ دیکھیں جیسے بکریاں ہوتی ہیں اور چرواہا ہوتا ہے جب وہ جانوروں کو(بکریاں بھیڑیں گائے وغیرہ) چھوڑ دیتا ہے چرنے کے لئے تو وہ کیسے چرتی ہیں ایک ادھر جا رہی ہے ایک ادھر جا رہی ہے ایک ٹیڑھی ہے ایک سیدھی ہے آگے یا پیچھے ہے یعنی آپس میں وہ گڈ مڈ ہوئی ہوتی ہیں اس کے لئے بھی یہ لفظ استعمال کیا جاتا ہے لیکن پتہ چلتا ہوتا ہے یہ بکری ہے یہ بھیڑ ہے بے شک آپس میں ملی ہوئی ہوتی ہیں تو یہاں پر بھی جو بات اللہ رب العزت بتانا چاہ رہے ہیں کہ یہ میری قدرت کی ایک نہایت ہی حیران کن نشانی ہے اور نشانی بڑی عام ہے اور نشانی کیا ہے کہ بہت سے لوگ اس نشانی کو دیکھتے رہتے ہیں **مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ** کہ اس نے چھوڑ رکھا ہے دو سمندروں کو

بحرسمندر کو کہتے ہیں اور بحرین ایک ملک بھی ہے ہمیں خود اس میں کئی سال رہنے کا اتفاق ہوا زیادہ تر پانی ہی پانی ہے تو دو سمندروں کو چھوڑ رکھا ہے دو سمندر کیسے ہیں (ع ذ ب)اس کے معنی ہیں میٹھا خوشگوار پانی، ٹھنڈا اور میٹھا، اتنا ٹھنڈا اور میٹھا کہ خوامخواہ پینے کو دل چاہے اب اتنا ہی کافی تھا لیکن **فُرَاتٌ** پھر سے آ گیا اور فرات کا لفظ بھی ٹھنڈے میٹھے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے اور بعض یہ کہتے ہیں کہ ٹھنڈا میٹھا اور بعض یہ کہتے ہیں کہ جب وہ کثیرتعداد میں ہو بہت زیادہ ہو تو اس وقت بھی **فُرَاتٌ** کہتے ہیں فرات کے معنی ہیں (**ف ر ت**) کاٹ دینا، توڑ دینا تو میٹھا پانی کیا کرتا ہے پیاس کو ختم کردیتا ہے اور یہاں پر اللہ تعالی کا یہ بات کہنا **هَٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ**۔ تو گویا کہ **عَذْبٌ** یہ بھی ایک صفت ہے یہ میٹھا پانی ہے اور فرات بہت میٹھا ہے لذیذ اور شیریں تو تاکید کے معنی جب پائے جاتے ہیں تو اس وقت یہ بات کہنے کا مقصد کیا ہوتا ہے کہ اس کی اہمیت کو بتایا جائے اللہ تعالی کے رب ہونے، ایک ہونے پر، اللہ کی قدرت پر، اللہ تعالی متوجہ کر رہے ہیں دلیل دے رہے ہیں یہ اللہ کی قدرت ہے کہ دو سمندروں کو اللہ نے چھوڑ رکھا ہے اور ایک کیسا ہے **عَذْبٌ فُرَاتٌ** بہت میٹھا، نہایت میٹھا شیریں **وَهَٰذَا مِلْحٌ أُجَاجٌ** اور یہ ہے **ملحٌ** نمکین آپ کبھی نمک خریدیں وہاں پہ تو اس کے اوپر بھی باہر یہ لکھا ہوتا ہے تو **مِلْحٌ** نمکین کو کہتے ہیں اب **أُجَاجٌ** بھی آگیا تو(**أ ج ج**) اس کے معنی کیا ہوتے ہیں کہ وہ چیز جو کھاری ہو، جو کڑوی ہو تو اس کے لئے **أُجَاجٌ** کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے کہ دوسرا پانی نمکین ہے اور اس کے ساتھ کھاراہے اور اس کے ساتھ تلخ ہے اور اس کے ساتھ وہ پانی کڑوا ہے **أُجَاجٌ** یعنی نمکین ہے اور کڑوا ہے تو گویا کہ یہاں پہ بھی تاکید کے معنی پیدا کرنے کے لئے اللہ تعالی نے **مِلْحٌ** کے ساتھ **أُجَاجٌ** کی صفت بھی کر دی یعنی یہ **مِلْحٌ** بھی پانی کی صفت ہے **أُجَاجٌ** بھی پانی کی صفت ہے گویا کہ سخت کھاری کڑوا پانی تو گویا دو طرح کا پانی اللہ تعالی نے چھوڑ رکھا ہے اور اہم بات کیا ہے ان دونوں کے درمیان ایک پردہ ہے **وَجَعَلَ بَيْنَهُمَا بَرْزَخًا** اور بنا دی **بینہما** ان دونوں کے درمیان, کن دونوں کے درمیان؟ **بَحْرَيْنِ** جو ایک میٹھے پانی کا ہے ایک کڑوے پانی کا ہے ان دونوں کے درمیان اللہ تعالی نے بنا دی **بَرْزَخًا** آپ برزخ پہلے بھی پڑھ چکی ہیں سورت المومنون میں اور اس کے معنی ہیں پردہ رکاوٹ اور ایک بند تو گویا کہ ایک پردہ ہے ایک رکاوٹ ہے جو ان دونوں سمندروں کے درمیان ہے **وَحِجْرًا مَّحْجُورًا** اور (**ح ج ر**) آپ پہلے بھی اس کو پڑھ چکی ہیں سورت الفرقان آیت(22) میں تو اس کے معنی یہاں پہ مضبوط آڑ اور اوٹ کے ہیں محکم اوٹ **وَحِجْرًا مَّحْجُورًا** اور اللہ تعالی نے ایک اوٹ بنا رکھی ہے ایک رکاوٹ ان دونوں کے درمیان قائم کر رکھی ہے **وَحِجْرًا** اور آڑ ہے **مَّحْجُورًا** مضبوط بنا دی تو یہاں پر اللہ رب العزت کیا کہہ رہے ہیں کہ مہربان رب کی قدرت کا کرشمہ دیکھیں جس نے کڑوے پانی کے سمندر کی تہہ میں میٹھا پانی پیدا کیا اور اس کا ایسا مضبوط انتظام کیا کہ پانی آپس میں گڈمڈ نہیں ہوتا اور اس طرح کے بہت سے مظاہرے ہمیں کائنات میں نظر آتے ہیں کہ اللہ تعالی نے دو طرح کا پانی پیدا کیا ہے ایک میٹھا اور دوسرا کھاری اور آپ دیکھیں میٹھا پانی ہمیں نہروں، چشموں، کنوؤں کی شکل میں آبادیوں کے درمیان بھی ملتا ہے ہم اس کا استعمال کرتے ہیں اور پانی کے استعمال کے بغیر انسان زندہ بھی نہیں رہ سکتا اور دوسری طرف ہمیں کھاری پانی بھی نظر آتا ہے جو مشرق اور مغرب میں پھیلے ہوے بڑے بڑے سمندروں کے اندر پایا جاتا ہے اور ایک اس کے معنی ہیں کہ کائنات میں اگر آپ جائزہ لیں تو بہت سے جگہوں پہ ایسا پانی ملتا ہے کہ اوپر اس کے کڑوا پانی ہوتا ہے کھاری پانی ہوتا ہے اور نیچے میٹھا پانی ہوتا ہے اب آپ دیکھیں کہ خود سمندر میں بھی بہت سے جگہ پر میٹھے پانی کے چشمے پائے جاتے ہیں جن کا پانی سمندر کے نہایت کڑوے پانی کے درمیان میں اپنی مٹھاس قائم رکھتا ہے جیسے بحرین ہے تو اس میں بھی میٹھے پانی کے چشمے ہیں اور جب امریکن کمپنی گئی تو اس نے جب سعودی عرب میں تیل نکالنے کا کام شروع کیا تو وہ کیا کرتی تھی کہ وہ نیچے سے میٹھے

پانی کے چشموں سے پانی حاصل کرتی تھی اسی طرح جیسے انڈیا میں ہندوستان کے اندر بھی ایسے پانی کے چشمے موجود ہیں کہ وہاں پر جیسے ہندوستان میں آلہ آباد میں گنگا اور جمنا کا سنگم یہاں پہ جہاں پہ گنگا اور جمنا آپس میں ملتے ہیں تو وہاں پہ بھی کیا ہے کہ ایک طرف پانی میٹھا ہے دوسری طرف کڑوا ہے لیکن جب وہ گرتا تو ہے تو میٹھا ایک طرف ہوکے چلتا رہتا ہے کڑوا ایک طرف چلتا رہتا ہے اسی طرح آپ دیکھیں کہ بیان القرآن میں مولانا شبیر احمد عثمانی صاحب نے اس آیت کے تحت لکھا ہے کہ چاٹگام میں بھی ایک دریا ہے جس شان یہ ہے اس کے دونوں اطراف میں بالکل الگ الگ نوعیت کے دو دریا نظر آتے ہیں کہ اگر آپ دیکھیں دونوں طرف ایک طرف میٹھے پانی کا دریا ہے دوسری طرف دیکھیں تو کڑوے پانی کا، ایک کا پانی سفید ہے اور ایک کا سیاہ سیاہ میں سمندر کی طرح طوفانی تلاطم ہوتا ہے اور سفید پانی بالکل رکا رہتا ہے کشتی سفید پانی میں چلتی ہے اور دونوں کے بیچ میں ایک دھاری سی برابر چلتی گئی ہے جس کا مطلب ہے کہ وہ دونوں کے سنگم کی جگہ ہے اور لوگ کہتے ہیں کہ سفید پانی میٹھا ہے اور سیاہ کڑوا اسی طرح پھر وہ ایک اور مثال دیتے ہیں کہ ضلع باریسال میں دو ندیاں ہیں جو ایک ہی دریا سے نکلی ہیں ایک کا پانی کھاری بالکل کڑوا اور ایک کا نہایت شیریں اور لذیذ ہے پھر کہتے ہیں کہ یہاں گجرات میں جہاں میں آج کل ٹھہرا ہوں سمندر وہاں سے تقریبا دس بارہ میل کے فاصلے پر ہے اِدھر کی ندیوں میں بھی برابر مدوجزر، جوار بھاٹا ہوتا رہتا ہے یہ جوار بھاٹا کیا ہوتا ہے؟ سمندر کے پانی کا اُتارچڑھاؤ جوکشش قمر کے سبب ہرروز سمندر میں ہوتاہےجس کو اردو میں جوار بھاٹا کہتے ہیں تو اس وقت کیا ہوتا ہے کہ سمندر کا پانی ندی میں آجاتا ہے تو میٹھے پانی کی سطح پر کھاری پانی بہت زور سے چڑھ جاتا ہے لیکن اس وقت بھی دونوں پانی آپس میں ملتے نہیں ہیں اوپر کھاری رہتا ہے اور نیچے میٹھا رہتا ہے اور پھر بعد میں اوپر سے کھاری پانی اتر جاتا ہے اور میٹھا پانی جوں کا توں باقی رہتا ہے تو یہاں پر یہ کھاری اور میٹھے پانی کواللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانی کے طور پر اس کو اللہ تعالیٰ نے یہاں پر پیش کیا ہے اسی طرح دریائے نیلم میں اگر آپ کا گزرنے کا اتفاق ہو وہاں پر بھی آپ کو یہ کیفیت نظر آئے گی پھر اسی طرح فرات یہ بھی دریاء کا نام ہے سمندر کا نام ہے اور دجلہ و فرات تو اس میں یہ چیزیں نظر آتی ہیں تو دراصل اللہ رب العزت اپنی قدرت کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ دو طرح کا پانی آپس میں چلتا ہے لیکن آپس میں ملتا نہیں مثلا آپ دیکھیں کہ دنیا میں اگر ایک شربت آپ کے پاس سفید رنگ کا ہے دوسرا آپ کے پاس جیسے روح افزا ہے اور ایک آپ نے ملک شیک بنایا ہے ایک کو آپ دوسرے میں ڈالیں گی مکس ہو جائے گا۔ لیکن یہاں پر اللہ تعالیٰ کیا کہنا چاہتے ہیں کہ یہ آپس میں ملتے نہیں ہیں عام طور پر تو دیوار کھڑی کر دی جاتی ہے یہاں کوئی دیوار نظر تو نہیں آرہی لیکن **وَجَعَلَ بَيْنَهُمَا بَرْزَخًا وَحِجْرًا مَّحْجُورًا** اللہ نے ان کے درمیان ایک پردہ، ایک دیوار ایک رکاوٹ کھڑی کر دی ہے اور وہ رکاوٹ کیسی ہے غیر مرئی دیوار۔ مرئی کونسی ہوتی ہے؟ جو نظر آئے اور غیر مرئی کونسی ہے؟ جو نظر نہ آئے تو یہ دیوار نظر نہیں آتی ہمیں دونوں دریا ساتھ بہتے ہیں لیکن میٹھا نمکین کے ساتھ جا کر ملتا نہیں ہے سورة الرحمن آیت 19 اور 20 میں بھی یہی بات کی **مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيَانِ (19)** کہ اس نے دو دریا جاری کر دیئے جو ایک دوسرے سے مل جاتے ہیں **بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيَانِ (20)**پھر بھی اُن کے درمیان ایک پردہ حائل ہے جس سے وہ تجاوز نہیں کرتے (20) لیکن ان دونوں کے درمیان ایک **بَرْزَخٌ** ہے ایک دیوار ایک رکاوٹ ہے کہ ایک حد سے ان کو پھر آگے نہیں جانےدیتی ،ایک خاص حد سے آگے بڑھنے نہیں دیتی تو آپ دیکھیں کہ یہ جو آیت ہے اس سے پھر ہمیں دو باتیں پتہ چلتی ہیں کہ یہ دو سمندر اللہ تعالی نے چھوڑ رکھے ہیں تو اس کے معنی کیا ہیں کہ جب کوئی بڑا دریا سمندر میں آ کر ملتا ہے تو اس وقت آپ یہ کفیت دیکھ سکتے ہیں (جب کسی سنگم پر دو دریا ملتے ہیں یا کوئی بڑا دریا سمندر میں جا کر گرتا ہے

تو ایسی جگہ پر) وہاں ملنے کے باوجود دونوں کے بیچ میں ایک دھاری سی دور تک جاتی ہوئی نظر آتی ہے تو کونسی چیز ہے جو پانیوں کو آپس میں ملنے نہیں دیتی اسی طرح سمندر میں جوار بھاٹا ہے اس کو بھی آپ یاد رکھیں کہ جب بھی جوار بھاٹا ہوتا ہے (سطحی تناؤ ہوتا ہے) تو سمندر کا کھاری پانی دریا کے میٹھے پانی کے اوپر آ جاتا ہے (اوپر کیا سطحی تناؤ کی وجہ سے دونوں پانی)لیکن بالکل الگ الگ ہے یہ مشاہدہ سائنسدان بھی کر رہے ہیں لیکن اتنے سال پہلے اللہ تعالیٰ نے یہ بات بتا دی تو یہ کون کرتا ہے یہ اللہ تعالیٰ کرتا ہے تو اس سے جو بات بتانی ہے جو چیز مجھے اور آپ کو سمجھانی ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت ہے یہ اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے یہ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت ہے کہ ہزاروں سال سے سمندر موجود ہیں اور آپ دیکھیں کہ اتنی بڑی مقدار میں اللہ نے اس میں ملحٌ رکھا ہے، ملاحت رکھی ہے، نمکیات رکھی ہوئیں ہیں اور یہ سمندر کا اتنا کثیر پانی اگر اس میں نمکیات نہ ہوتی ملحٌ نہ ہوتے تو سائنسدان کہتے ہیں کہ بدبو اور سڑانڈ اور تعفن پیدا ہو جاتا اور اس بدبو کی وجہ سے پھر کیا ہوتا کہ دنیا میں کوئی زندہ ہی نہ رہتا اور ان سمندروں سے جو اٹھنے والی ہوایئں ہیں ان کا پانی پاک ہو جاتا ہے اور سمندر کی نمکیات کی وجہ سے اس کا مردار بھی پھر حلال ہے یہاں تک کہ تعفن پیدا نہ ہو تو گویا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانی ہے تو یہاں پہ بھی آپ کو تضاد نظر آیا **هَٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ وَهَٰذَا مِلْحٌ أُجَاجٌ.** اسی طرح کائنات میں تضاد ہے جس طرح ایک پانی کے اندر میٹھا بھی اور نمکین بھی ہوتا ہے اسی طرح اس کائنات کے اندر کفر ہے اور پھر اسلام ہے حق ہے اور پھر باطل ہے پھر اس سے کیا بات پتہ چلتی ہے کہ اگر یہ سمندر زیادہ ہیں دریا، نہریں کم ہیں میٹھا پانی ہمیں بظاہر کم نظر آ رہا ہے اور سمندر زیادہ بڑا ہوتا ہے لیکن سمندر میٹھے پانی کو کھا نہیں جاتا اس کو ختم نہیں کرتا اس کی حیثیت برقرار رہتی ہے اسی طرح جو اچھے لوگ ہیں جو مسلمان ہیں جو ایمان لانے والے ہیں کفر جو بڑھتا اور پھلتا پھولتا نظر آتا ہے پھیلتا نظر آتا ہے وہ اسلام کو ختم نہیں کر سکتا اس کو نگل نہیں سکتا تو اسلام برقرار ہے حق برقرار ہے مسلمان اپنی حیثیت اپنی شخصیت ،اپنا تشخص اپنا وجود ، ایمان کا وجود ہے اس کو برقرار رکھیں اور پھر کیا ہے کہ میٹھا پانی عام طور پر نیچے ہوتا ہے اوپر نمکین پانی ہوتا ہے جو سمندر کے اندر میٹھے پانی کے چشمے ہیں تو اس سے بھی کیا بات پتہ چلتی ہے کہ جس طرح سمندر کے اندر جوار بھاٹا اُٹھتا ہے سطحی تناوہوتا ہے۔ لیکن میٹھے پانی کا وجود ختم نہیں ہو جاتا اسی طرح کائنات کے اندر جو ایک جنگ ہے ایک کشمکش ہے حق اور باطل میں حق قائم رہے گا حق والے جو مسلمان ہیں ان کو دل چھوٹا نہیں کرنا اور مکی دور تھا ہی جوار اور بھاٹے کا دور مکی دور تھا ہی تناؤ کا دور اہل مکہ تنگ کرتے تھے ستاتے تھے مسلمانوں پر بڑے سخت دن تھے اور لوگ پوچھتے تھے **مَتَىٰ نَصْرُ اللَّهِ** اللہ کے نبی اللہ کی مدد کب آئے گی اب سوچیں کتنے سخت دن تھے مسلمانوں پر تو اللہ تعالیٰ کہہ رہے ہیں کہ دنیا کے اندر ہے ہی ایسا **هَٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ وَهَٰذَا مِلْحٌ أُجَاجٌ.** تم پانی سے سیکھو اور اللہ تعالیٰ نے جو روک کھڑی کر دی ہے وہ دونوں کو گڈ مڈ نہیں ہونے دے گی تو حق کااپنا ایک تشخص ہے وہ گڈمڈ کبھی نہیں ہوگا کفر کے ساتھ وہ کبھی نہیں ملے گا تو یہاں ہمیں پانی کی خاصیت یہ بتا رہی ہے کہ میٹھا پانی نمکین پانی کے اندر مدغم نہیں ہو جاتا جب اللہ کی یہ عظیم نشانی ہے تو ہمیں یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ حق کبھی بھی باطل کا حصہ نہیں بنے گا اس دنیا میں اللہ نے اگر باطل کو ڈھیل دی ہے جب چاہتا ہے اس کو روک دیتا ہے جہاں چاہتا ہے اس کو روک دیتا ہے مجال نہیں کہ باطل پھر اللہ کی مقرر کردہ حد سے باہر نکل سکے یعنی یہ آیت بھی اللہ کے اضداد کی طرف توجہ دلا رہی ہے کہ کائنات میں اضداد ہے اور ایسا نہیں ہے کہ رات کا خدا کوئی اور ہے اور دن کا کوئی اور ہے میٹھے پانی کا کوئی اور ہے اور کڑوے پانی کا کوئی اور ہے ان سب کا ایک ہی خدا ہے تو اس کے آگے ہم سب کو جھک جانا چاہئے

آیت نمبر54.   وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ مِنَ الْمَاءِ بَشَرًا فَجَعَلَهُ نَسَبًا وَصِهْرًا ۗ وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيرًا

ترجمہ۔ اور وہی ہے جس نے پانی سے ایک بشر پیدا کیا، پھر اس سے نسب اور سسرال کے دو الگ سلسلے چلائے تیرا رب بڑا ہی قدرت والا ہے

وَهُوَ الَّذِي اور وہی تو ہے **وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ مِنَ الْمَاءِ بَشَرًا** کہ اس نے پیدا کیا پانی سے انسان کو پیچھے پانیوں کا ذکر ہو رہا تھا جو میٹھا بھی ہے اور کڑوا بھی ہے جس کو انسان استعمال کرتا ہے اب جس پانی کا ذکر ہو رہا ہے وہ کون سا پانی ہے ؟ جو انسان کی پیدائش کی حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک حقیر سے نطفے سے پانی کی بوند سے انسان کو پیدا کرتا ہے۔ **وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ مِنَ الْمَاءِ** وہ اللہ ہی تو ہے پانی سے اس نے پیدا کیا **بَشَرًا** انسان اب دیکھیں حقیر سا پانی کا نطفہ چھوٹی سی بوند اس سے انسان پیدا ہوتا ہے پھر ہوتا کیا ہے؟ **فَجَعَلَهُ** پھر اس نے بنا دیا اس کو **نَسَبًا وَصِهْرًا** اس سے نسب بھی اور سسرال بھی تو نسب اور سسرال کے دو الگ سلسلے چلا دیئے حقیر پانی کی بوند سے یہاں بھی تضاد ہوا پانی ایک ہے لیکن تضاد کیا ہے انسان جیسی حیرت انگیز مخلوق کو بنا کر کھڑا کیا اور کرشمہ یہ ہے کہ اس نے انسان کا ایک نمونہ نہیں بنایا ایک پانی سے دو الگ نمونے بنائے ایک عورت ہے اور دوسرا مرد ہے جسمانی اور نفسانی خصوصیات میں بالکل مختلف ہیں لیکن اس اختلاف کے باوجود ان میں باہم مخالفت اور تضاد نہیں ہیں جسمانی اور نفسانی خصوصیات مختلف ہیں انسانیت میں ایک جیسے ہیں مرد اور عورت لیکن اس اختلاف کے باوجود بھی آپس میں تضاد نہیں ہے ان میں اختلاف نہیں ہے دونوں ایک دوسرے سے مل کر مکمل ہوتے ہیں دونوں ایک دوسرے کا پورا جوڑ ہیں اور جب دونوں جوڑوں کو آپس میں ملاتے ہیں تو ایک عجیب توازن کے ساتھ اللہ تعالی کیا کہہ رہے ہیں ایک پانی کے نطفے سے مرد بھی پیدا ہو رہے ہیں عورتیں بھی پیدا ہو رہی ہیں اچھا اب کیا ہوتا ہے کہ جب مرد اور عورت پیدا ہوتے ہیں تو دوسلسلے نکلتے ہیں **فَجَعَلَهُ نَسَبًا وَصِهْرًا ۗ** جو دو سلسلے ہیں ایک تو سلسلہ ہے نَسَب کا آپ کو پتہ ہے نا نَسَب کا جو سلسلہ ہے اس میں تعلق چلتا ہے بیٹوں کا اور پوتوں کا اور اسی سے پھر گھر میں بہوئیں آتی ہیں اور جو دوسرا سلسلہ ہے وہ ہے **وَصِهْرًا** جس کا تعلق بیٹیوں سے ہے اور بیٹیوں سے پھر نواسیوں کا سلسلہ چلتا ہے وہ دوسرے گھروں میں بہو بن کر چلی جاتی ہیں اس طرح خاندان سے خاندان جڑ کر پورے کے پورے ملک اور پوری کی پوری دنیا ایک نسل اور ایک تمدن میں وابستہ ہو جاتی ہے نَسَب تو آپ کو پتہ ہے جو خون کے رشتے ہیں حسب نَسَب آپ پیچھے پڑھ چکی ہیں اور اسی طرح یہ رضاعت کے رشتے بھی حسب نَسَب میں شامل ہو جاتے ہیں یہ سورت النساء میں آپ نے تفصیل سے پڑھا اب **وَصِهْرًا (ص ہ ر)**اس کے معنی ہیں پگھلانا جیسے سورج کا گرمی پہنچانا تو سورج قریب ہوتا ہے تو کوئی چیز پگھلتی ہے تو اسی طرح یہ **وَصِهْرًا** یہ قرابت داری کو کہتے ہیں اور بیٹی جب دے دی جاتی ہے تو اس سے پھر ایک رشتہ داری کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے بیٹی کی وجہ سے یعنی اصل میں بیٹی رحم کا رشتہ بھی قرار پاتی ہے تو **نَسَب** ہے بیٹے سے جو سلسلہ چلتا ہے اولاد اور نسل کا۔ **وَصِهْرًا** یعنی بیٹیوں سے جو رشتہ چلتا ہے تو نَسَب اور سُسرال کے دو الگ لگ سلسلے اللہ نے چلا دیئے **وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيرًا** اور تیرا رب بڑا ہی قدرت والا ہے تو یہاں بھی یہ کہنا کہ تیرا رب بڑا ہی قدرت والا ہے اس سے یہ بات پتہ چلتی ہے کہ یہ اللہ کی قدرت ہے یہ اللہ کا اختیار ہے کہ ایک ہی پانی سے اس نے اضداد کو وجود دیا حقیر پانی کے نطفے سے اللہ تعالیٰ نے کیا کیا مرد اور عورت کیے۔ حسب کے

اور **وَصِهْرًا** کے رشتے دنیا میں پھیلا دیئے ایک معاشرت ایک اجتماعیت اللہ نے وجود میں لائی اور اس میں بھی ایک حکمت ہے اس میں بھی اللہ تعالیٰ کی ایک قدرت ہے کہ ایک طرف نَسَب کے رشتوں کو انسان لے کے چلتا ہے تو دوسری طرف سُسرالی رشتہ داری کو انسان لے کر چلتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنی قدرت سے جب ایک ہی مادہ سے اضداد کو وجود میں لے کر آتا ہے اور اضداد کے اندر ایک پیوستگی ہے اس کے اندر ایک وابستگی ہے ان کے اندر اختلاف نہیں ہے بلکہ کیا ہے کہ آپس میں توازن ہے تو جیسے مرد کا جوڑا عورت ہے ایک **ددھیال** ہے ایک **ننھیال** ہے اسی طرح ایک دنیا ہے ایک آخرت ہے زندگی ہے تو موت ہے ہر عمل کی جزا اور سزا ہے اور پھر جنت اور جہنم ہے تو یہ کائنات کے اندر جو اضداد ہیں وہ ایک چیز کی طرف اشارہ کرتے ہیں اور وہ کیا ہے؟ اللہ کی ذات اور وہ عبادت کرتے ہیں اللہ کو چھوڑ کر ان کی جو ان کو نہ نفع دے سکتے ہیں اور نہ نقصان۔ عجیب بات ہے کہ وہ اللہ جس نے اس کائنات کے اندر پیدا کیا **مَدَّ الظِّلَّ** سایہ **اللَّيْلَ** رات پھر **الشَّمْسَ** دن پھر اللہ تعالیٰ نے **اللَّيْلَ** لباس بنایا **وَالنَّوْمَ** ننید بنایا اس کو اور **النَّهَارَ نُشُورًا** دن کو جی اٹھنے کا ذریعہ پھر اس نے **الرِّيَاحَ** کو بھیجا پھر اس نے **مَاءً طَهُورًا** نازل کیا پھر اللہ نے چھوڑ رکھا ہے **مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ** دو سمندروں کو **عَذْبٌ فُرَاتٌ**. بھی ہیں **مِلْحٌ أُجَاجٌ**.بھی ہیں پھر اس نے **مَاءً** پانی کے ساتھ انسان کو پیدا کیا تو رب نے یہ سارے کام کیے اور لوگ اس اللہ کو چھوڑ کر پھر بتوں کی پوجا کرتے ہیں پھر لوگ شرک کرتے ہیں اہل مکہ بھی کرتے تھے اور آج کےانسان بھی کرتے ہیں اور افسوس کہ آج مسلمانوں کے اندر مشرک پائے جاتے ہیں کافر تو انکار کرتے تھے اور مشرک تھے آج مسلمانوں کے اندر بھی مشرک پائے جاتے ہیں تو اللہ کیا بات ہمیں بتا رہے ہیں

آیت نمبر 55.   وَيَعْبُدُونَ مِن دُونِ ٱللَّهِ مَا لَا يَنفَعُهُمْ وَلَا يَضُرُّهُمْ ۗ وَكَانَ ٱلْكَافِرُ عَلَىٰ رَبِّهِۦ ظَهِيرًا

ترجمہ۔ اس خدا کو چھوڑ کر لوگ اُن کو پوج رہے ہیں جو نہ ان کو نفع پہنچا سکتے ہیں نہ نقصان، اور اوپر سے مزید یہ کہ کافر اپنے رب کے مقابلے میں ہر باغی کا مدد گار بنا ہوا ہے

وَيَعْبُدُونَ مِن دُونِ ٱللَّهِ مَا لَا يَنفَعُهُمْ وَلَا يَضُرُّهُمْ کہ وہ عبادت کرتے ہیں اللہ کو چھوڑ کر اللہ کے سوا **مَا لَا يَنفَعُهُمْ** جو ان کو نفع نہیں دے سکتے **وَلَا يَضُرُّهُمْ** اور نہ ہی ان کو نقصان اور اوپر سے ظلم کیا ہے اور اوپر سے مزید بات کیا ہے **وَكَانَ الْكَافِرُ عَلَىٰ رَبِّهِ ظَهِيرًا** اور کافر یہاں اسم جنس کے طور پر آیا ہے اور اس سے مراد وہ مشرکین ہیں جن کا اوپر سے ذکر چلا آرہا ہے شرک اپنی حقیقت کے اعتبار سے اصل میں کفر ہی ہےجو شرک کرتا ہے دراصل وہ کفر کرتا ہے اور ہے کافر اپنے رب کے مقابلے میں یہاں یہ جو **علیٰ** کا لفظ استعمال ہوا ہے تو علیٰ کے معنی ہیں مدِمقابل ،حریف، دشمن اور یہ جو کافر ہیں سارے کافر اس زمانے کے بھی اور آج کے زمانے کے بھی تھوڑے ہیں یا زیادہ ہیں جس بھی لحاظ سے وہ کفر کر رہے ہیں تو وہ مد مقابل ہیں کیونکہ کہتے ہیں کافر کا لفظ اسم جنس کے طور پر آیا ہے علیٰ کی اصطلاح(حرف جر) یہاں پر مدمقابل، حریف کے معنی میں آئی ہے گویا کہ حریف کے معنی پیدا ہو جاتے ہیں تو مطلب کیا ہے کہ یہ کافر اپنے رب کا مدِمقابل بن گیا ہے **ظَهِيرًا** اور رب کے مقابلے میں کیا کر رہا ہے(**ظ ھ ر**) ویسے تو پیٹھ کو کہتے ہیں تو جیسے کسی کا مددگار بننا تو کافر اپنے رب حقیقی کے مقابلے میں کھڑا ہو گیا تو مدمقابل بن گیا ہے مددگار بن گیا کس کا؟ شیطان کا ہر کفر کا ساتھ دیتا ہے اللہ کی بندگی کو چھوڑ کر شرک کرتا ہے گناہ کرتا ہے گناہوں کے راستے میں آگے ہی آگے وہ چلتا چلا جاتا ہے تو اب آپ دیکھ لیجئے کہ جیسے مکہ کے کافر شیطان کی عبادت نہیں کرتے تھے وہ کہتے

تھے ہمیں پتہ ہے شیطان دشمن ہے وہ شرک کرتے تھے بتوں کی عبادت کی عبادت دراصل شیطان کی عبادت ہے کافر کیا کرتے ہیں اگر کوئی بتوں کی عبادت کرے گا تو اپنے رب کے خلاف گویا کہ وہ شیطان کی مدد کر رہا ہے شیطان انسان کو اللہ کی نافرمانی پر اکساتا ہے تو یہاں پر جس چیز کی طرف متوجہ کیا جا رہا ہے جو بات بتائی جا رہی ہے وہ یہ ہے کہ لوگو! کائنات کا ذرہ ذرہ تمہیں متوجہ کر رہا ہے اور تمہیں کائنات کے کمالات دیکھ کر اپنا سر اللہ کے آگے جھکا دینا چاہئے لیکن لوگ دن رات یہ تضاد دیکھتے ہیں اور ان کو سمجھ بھی آتا ہے کہ اس تضاد میں دوسرے خداؤں کا کوئی حصہ نہیں ہے ان کا کام نہیں ہے لیکن انسان پھر بھی شرک کرتا ہے اور اللہ کی بندگی کو چھوڑ دیتا ہے تو گویا کہ یہاں پر جو چیز بتائی جا رہی ہے وہ یہ کہ توحید پرست بن جاؤ **مَا لَا يَنفَعُهُمْ وَلَا يَضُرُّهُمْ** وہ نہ نفع دے سکتے ہیں نہ نقصان اور پھر ایسی عجیب بات ہے کہ لوگ پھر بھی رب کی مخالفت کرتے ہیں اور ہر باغی کے مددگار بنے ہوئے ہیں **وَكَانَ الْكَافِرُ عَلَىٰ رَبِّهِ** اور ہے کافر اپنے رب کے مد مقابل، دشمن بن گیا ہے اور **ظَهِيرًا** پشت پناہی کر رہا ہے کس کی؟ کفر کی، باغی کی، ہر گناہ کرنے والے کا کافر ساتھ دیتا ہے پھر فرمایا

آیت نمبر 56. وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا مُبَشِّرًا وَنَذِيرًا

ترجمہ۔ اے محمد ﷺ تم کو تو ہم نے بس ایک مبشر اور نذیر بنا کر بھیجا ہے

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا مُبَشِّرًا وَنَذِيرًا اب یہاں پہ ایک طرف رسول اللہ ﷺ کو تسلی دی جارہی ہے کہ آپ کی ذمہ داری انذار اور تبشیر کی ہے آپ کی ذمہ داری یہ ہے کہ کیا کرو **إِلَّا مُبَشِّرًا** کہیں آتا ہے **وَنَذِيرًا وَبَشِرًا** یہاں پر بشیرا پہلے آگیا آپ کی ذمہ داری یہ ہے جو حق بات کو قبول کر لیں تو آپ ان کو خوشخبری دے دیجیے جنت کی خوشخبری اور اللہ کی رضا کی خوشخبری دے دیں آپ اس فکر میں نہیں رہیں کہ کون اسلام قبول کر رہا ہے کون نہیں کر رہا اگر کوئی نہیں کرتا **وَنَذِيرًا** تو ان کو جہنم سے ڈرائیں اور ان کو اللہ کی نافرمانی سے ڈرائیں اور جو دین اسلام کو پسند کرتا ہے تو اس کو جنت کی خوشخبری دے دیجیے تو آپ کا کام حق بات کو پہنچانا ہے اگر لوگ قبول نہیں کرتے یا اس کو قبول کر لیتے ہیں تو ان کی اپنی ذمہ داری ہے آپ سے نہیں پوچھا جائے گا کہ لوگوں نے قبول کیا کہ نہیں آپ سے صرف یہ پوچھا جائے گا کہ حق بات پہنچائی یا نہیں پہنچائی **وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا مُبَشِّرًا وَنَذِيرًا** اے محمد ﷺ ہم نے تو تم کو بس ایک **مبشّر** اور **نذیر** بنا کر بھیجا ہے زبردستی کوئی ایمان لائے اس کے لئے نہیں بھیجا کہ آپ ڈرا دھمکا کر لاٹھی سے لوگوں کو مسلمان بنائیں اگر کوئی ایمان لائے تو جزا دینا آپ کا کام نہیں ہے بس خوشخبری دینا آپ کا کام ہے انکار کر دے تو سزا دینا آپ کا کام نہیں ہے بلکہ انکار کرنے پر ڈرانا آپ کا کام ہے تو یہ بڑی اہم بات ہے تو اہل مکہ لاکھ سمجھانے کے باوجود اور لاکھ جتن کرنے کے باوجود مسلمان نہیں ہو رہے تھے تو رسول اللہ ﷺ کو تسلی دی جارہی ہے کہ آپ فکر نہ کریں بعض اوقات دنیا میں ہمیں بڑی پریشانی ہوتی ہے کہ کتنی کوشش کرتے ہیں تو فلاں سمجھتا نہیں بتانے میں سمجھانے میں حق بات پہنچانے میں کمی نہیں کرنی چاہئے آگے معاملہ اللہ پر چھوڑ دینا چاہئے پھر اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کو مخاطب کر کے آپ کی نبوت کا ایک اہم اصول آپ کے

سامنے رکھا جارہا ہے اور بتایا جارہا ہے کہ نبی جب کام کرتا ہے تو پھر اس کا کام کرتے وقت معیار اور انداز کیا ہوتا ہے کیا کہا

آیت نمبر 57. قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِلَّا مَن شَاءَ أَن يَتَّخِذَ إِلَىٰ رَبِّهِ سَبِيلًا

ترجمہ۔ اِن سے کہہ دو کہ "میں اس کام پر تم سے کوئی اُجرت نہیں مانگتا، میری اُجرت بس یہی ہے کہ جس کا جی چاہے وہ اپنے رب کا راستہ اختیار کر لے"

آپ ان سے محمد ﷺ کہہ دیجیے کہ میں تم سے کوئی اجر نہیں مانگ رہا کوئی اجرت، کوئی تنخواہ، کوئی معاوضہ میں تم سے نہیں مانگ رہا اب آپ دیکھیں کہ اگر میں آپ کو دعوت دے رہا ہوں جیسے رسول اللہ ﷺ دعوت دیتے تھے اہل مکہ پسند نہیں کرتے تھے تو میں نے تم سے کوئی معاوضہ یا تنخواہ تھوڑی مانگی ہے کہ اگر میں یہ کام کر رہا ہوں اور اگر میں اس کو چھوڑ دوں تو تم اپنی تنخواہ بند کر دو گے تو اصل بات کیا ہے کہ میرا تم سے کوئی مطالبہ نہیں ہے ، میں نے تم سے کوئی تنخواہ کوئی معاوضہ تو مانگا ہی نہیں ہے اور اگر تم دعوت کو قبول نہیں کرو گے تو تم میرا یہ معاوضہ بند کر دو گے تم مجھ سے ناراض ہو جاؤ گے۔ تو تمہیں یہ کام پسند ہے یا نہیں میں نے یہ کام کرنا ہے کیونکہ مجھے تم سے کچھ چاہئے نہیں ہے میری اجرت کیا ہے میری تنخواہ کیا ہے مجھے کیا معاوضہ تم لوگوں سے چاہئے؟ **إِلَّا مَن شَاءَ أَن يَتَّخِذَ إِلَىٰ رَبِّهِ سَبِيلًا** مگر یہ کہ جو چاہے اختیار کر لے اپنے رب کی طرف کا راستہ ہدایت تو مطلب یہ ہے کہ میں بالکل بے لوث اور بے غرض ہو کر تمہاری بھلائی کی خاطر تمہیں سیدھے راستے کی دعوت دے رہوں اور میں تم سے کچھ لیتا تو ہوں نہیں اب الٹا تم میرا مذاق اڑاتے ہو مجھے برا بھلا کہتے ہو تم مجھے تکلیفیں دیتے ہو تمہیں اتنا خیال بھی نہیں آتا کچھ تو غور کرو کوئی تنخواہ نہیں کوئی معاوضہ نہیں کوئی بھلا نہیں میرا اگر تم میں سے کوئی شخص ہدایت پر آ جائے میں یہی سمجھوں گا کہ یہی میری محنت کا معاوضہ ہے جو مجھے مل گیا یعنی تمہارا نصیحت قبول کر لینا ہی میرا معاوضہ ہے یہ بڑی خوبصورت بات ہے جو یہاں پر سکھائی گئی ہے کہ انبیاء اپنی قوم سے دنیا کا کوئی فائدہ نہیں مانگتے تھے ان کی زندگی کا مقصدلوگوں کو ایک اللہ کی بندگی کی طرف لانا اور ہدایت کے راستے کی دعوت دینا تو اس سے کیا بات پتہ چلتی ہے کہ انبیاء کی محنت کا صلہ اللہ دے گا قرآن میں جگہ جگہ ملتا ہے **إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى اللَّهِ** انہوں نے نعرہ یہ لگایا کہ ہمارا اجر اللہ کے ذمہ ہے سورت السبا میں آتا ہے۔ **قُلْ مَا سَأَلْتُكُم مِّنْ أَجْرٍ فَهُوَ لَكُمْ ۖ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى اللَّهِ ۖ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ (47)** اِن سے کہو، "اگر میں نے تم سے کوئی اجر مانگا ہے تو وہ تم ہی کو مبارک رہے میرا اجر تو اللہ کے ذمہ ہے اور وہ ہر چیز پر گواہ ہے". تو یہاں پر بھی یہی بات ہے کہ آپ نے ان سے کوئی اجرت اور معاوضہ تو نہیں لینا لیکن اصل بات کیا ہے کہ بس لوگ دین کو قبول کر لیں تو پھر ہم سب کے عمل کے لئے بھی اصول نکلتا ہے اور عمل کے لئے اصول کیا نکلا کہ ہم سب بھی جب بھی اللہ کے دین کا کام کریں تو تنخواہ یا معاوضہ یا عزت جو کچھ بھی ہے ہم اللہ تعالی سے مانگیں کہ اللہ تعالی میں جو کچھ بھی کر رہی ہوں یا کر رہا ہوں تو صرف اور صرف تیری رضا کے لئے کر رہا ہوں تیری رضا کے لئے کر رہی ہوں تاکہ اللہ تعالی وہ قبول کر لیں احادیث میں ہمیں یہ بات ملتی ہے کہ جو شخص کسی کو نیک کاموں کی ہدایت کرتا ہے اور وہ اس کے کہنے کے مطابق نیک

عمل کرے تو اس کے نیک عمل کا ثواب خودکرنے والے کو بھی پورا ملے گا اور اتنا ہی ثواب ہدایت کرنے والے شخص کو بھی ملے گا تو یہ جو ثواب ملنا ہے یہی اس کی نیکی کا معاوضہ ہے بچوں کو والدین کیا کہتے ہیں کہ تم پڑھو تمہارا ہی فائدہ ہے اگر بچے پڑھ لکھ جاتے ہیں پھر کوئی ڈاکٹر کوئی انجینئر کوئی کمپیوٹر سائنس میں جاتا ہے یا جس بھی شعبہ میں جاتا ہے پڑھ لکھ کر معاشرے میں ایک عزت والا اس کو عہدہ مل جاتا ہے اچھی نوکری مل جاتی ہے تو والدین تو دنیا میں ہوتے بھی نہیں ہیں بس وہ خود ہی اولاد ذلت سے بچ جاتی ہے اسکا اپنا ہی فائدہ ہوتا ہے تو والدین بھی بے لوث ہوتے ہیں اور اولاد کو بار بار سمجھاتے ہیں کہ آج محنت کرو گے کل کام آے گی بچے سمجھتے نہیں ہیں لیکن جب پھر خود بڑے ہوتے ہیں والدین بنتے ہیں پھر ان کو افسوس ہوتا ہے کہ ہم نے ماں باپ کی بات کیوں نہ مانی جیسے بعض مائیں اپنی بیٹیوں کو کاموں کی عادت نہیں ڈالتیں اب شادی ہو جاتی ہے پھر بیٹی جا کر روتی ہے بڑی مشکل ہوتی ہے سیکھ تو جاتی ہے کچھ عرصہ گزرنے پر لیکن بڑے مسائل میں سے اس کو گزرنا پڑتا ہے وہ مائیں جو بچوں کو سیکھاتی ہیں اور بچ سیکھ جاتے ہیں اس وقت بچوں کو بھاری لگتا ہے لیکن کل کو اپنی عملی زندگی میں ان کو بہت فائدہ ہوتا ہے۔ میں نے روٹی سیکھ لی تھی پکانی اب میں روٹی بناتی ہوں تو فائدہ ہو گیا۰ جیسے ایک لڑکی کی شادی ہوئی وہ ڈاکڑ ہےاس سے ملنے کا اتفاق ہوا کہنے لگی گھر میں نوکر چاکر تھے اسلئے کوئی کام نہیں کیا انڈا تک تلا نہیں تو کہتی شروع میں انڈا تلنا ہی میرے لئے مشکل تھا آٹا گوندھنا نہیں آتا تھا اب وہ کہتی ہے میں نے اپنی بیٹی کو سب چیزیں جلد ہی سکھا دینی ہیں اصل معاوضہ یہ ہے کہ اولاد کا بھی اپنا ہی فائدہ ہے اور والدین کو اچھا لگتا ہے کہ اولاد سکھ میں رہے اسی طرح اللہ رب العزت ہم سب سے پیار کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ یہ چاہتے ہیں کہ ہم نیک بن جائیں **إِلَّا مَن شَاءَ أَن يَتَّخِذَ إِلَىٰ رَبِّهِ سَبِيلًا** جو صراط مستقیم پر چلے گا تو یہ راستہ اس کو جنت میں پہنچا دے گا اس میں ہمارا اپنا ہی فائدہ ہے اللہ ہمیں بہترین مسلمان بنائے نیکیوں میں آگے بڑھاے۔آمین۔ **سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ نَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ نَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوْبُ إِلَيْكَ**